علامہ اسرار الحق حقانی

قبلہ اولیٰ اور قبلہ ثانیہ کے مابین تعلق

پاک ہے وہ ذات بابرکات جس نے رات کے ایک حصے میں اپنے برگزیدہ بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا' وہ مسجد اقصیٰ جس کی فضائیں برکتوں سے معموز ہیں' تاکہ ہم لوگوں کو اپنی قدرت کے مظاہرے دکھائیں۔ بیشک اللہ دیکھتا اور سنتا ہے (سورۃ الاسراء آیت۔ ۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس روئے زمین پر دو خطوں کے مابین ایک مقدس رشتہ و رابطہ قائم فرمایا ہے اور ان پاکیزہ خطوں کو قبلہ کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ ان دو مقامات کے درمیان اس مقدس رابطہ کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا ہے' جس میں کوئی تحریف یا تبدیلی راہ نہیں پا سکتی۔ چنانچہ قرآن کریم قیامت تک رہنے والی دائمی مقدس کتاب ہے اور اس طرح دو مقدس قبلوں کا تذکرہ بھی تا قیامت محفوظ رہے گا۔ حکمت الٰہی کا منشا یہی تھا کہ قبلتین کے مابین یہ مقدس رشتہ و تعلق انسانیت کے قلب و دماغ میں ہمیشہ کیلئے ثبت ہو جائے۔ پختہ اور راسخ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے انہی دو مقدس مقامات کو ایک ایسے یگانہ اور منفرد معجزے کیلئے میدان کے طور پر منتخب فرمایا جو اس نے پوری کائنات میں صرف اپنے ایک بندے کو عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندے 'اشرف المخلوقات اور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام (کعبہ شریف) سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر کرایا اور اس طرح سفر 'معراج کے نقطہ آغاز اور اختتام کے طور پر مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے مابین قبلہ اولیٰ اور قبلہ ثانیہ کے نام سے ابدی و دائی تعلق اور رابطہ کو قیامت تک محفوظ فرما دیا۔

آج جب کہ بیشتر مسلمان ضعیفی اور کمزوری کا شکار' ناامیدی اور بددلی ان پر غالب آگئی ہے اور وہ بھی دشمنوں کے اس پروپیگنڈے کا شکار ہو چکے ہیں۔ "حقائق کو تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں" دشمنوں کے اس پروپیگنڈے کا مقصد دراصل مسلمانوں کو خوفزدہ اور مرعوب کرنا' قبلہ اولیٰ اور قبلہ ثانیہ کے مابین مذکورہ تعلق ختم کرنا' جس کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے۔ بیت المقدس پر صیہونی تسلط اور بالادستی حاصل کرنا اور مسجد اقصیٰ پر یہودی قبضے کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے جو مسلمانوں کا قبلہ اول' روئے زمین پر تیسرا سب سے بڑا مقدس مقام اور نبی کریم ﷺ کا مقام معراج ہے چنانچہ دنیا بھر کے مسلم ممالک' حکومتوں' عوام' جماعتوں اور تنظیموں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ضعیفی اور کمزوری' ناامیدی اور بزدلی کا لبادہ اتار کر بیت المقدس کو صیہونی ظالمانہ تسلط

سے آزاد کرانے کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں ان نام نہاد حقائق کے خلاف انقلاب کا اعلان کر دیں ہر سال لاکھوں مسلمان حج اور عمرہ کے مناسک کی ادائیگی کی غرض سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں نبی کریم ﷺ صحابہ اور تابعین کی پیروی میں مکہ مکرمہ اور مسجد حرام (بیت اللہ) کا رخ کرتے ہیں' حج اور عمرہ کرنے والے ان لاکھوں مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس حکمت میں سوچ و بچار کریں جو اس نے قبلتین (دو قبلوں) کے مابین ربط تعلق میں پوشیدہ رکھی ہے۔ اگر وہ غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بیت اللہ کے گرد ان کا طواف اور سعی اس وقت تک فریضہ جہاد سے تغافل اور صرف نظر کے مترادف ہوگا جب تک مسجد اقصیٰ کینہ پرور اور غاصب صیہونیوں کے زیر تسلط ہے جنہیں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے ذکر فرمایا ہے کہ

"وہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں"

چنانچہ جب تک فلسطین کے مسلمان مرد و عورت' بچے اور بوڑھے دنیا کے سامنے قتل کئے جا رہے ہوں۔ مسجد اقصیٰ کی جگہ یہودی عبادت گاہ کی تعمیر کے منصوبے بنائے جا رہے ہوں۔ اپنے بھائیوں کے خلاف بدترین جرائم ور اپنے مقامات مقدسہ کی اس کھلی توہین اور بے حرمتی کے بارے میں اس وقت دنیا بھر کے مسلمانوں کی قابل افسوس خاموشی اور بے حسی حج و عمرہ کی اصل حکمت و فلاسفی کے سراسر خلاف ہے جس کا اصل مقصد دنیا کے کونے کونے سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد بیت اللہ شریف میں اکھٹے ہو کر اتحاد اسلامی کا بے مثال عالمی مظاہرہ کرنا' دشمنوں کو مرعوب کرنا حق و انصاف کی بالادستی اور مظلوموں کی مدد و نصرت کرنا تاکہ اللہ کو ماننے والے دنیا میں سر اٹھا کر عزت سے جینے کے قابل ہوں۔ لہذا اس ماہ مقدس' ماہ رمضان' ماہ قرآن اور لیلۃ القدر کے مہینہ کے دوران عمرہ کی ادائیگی کے اور آئندہ مقدس مہینوں کے دوران فریضہ' حج کی ادائیگی کی غرض سے بیت اللہ شریف اور مقامات مقدسہ کا سفر کرنے والے لاکھوں مسلمانوں کے لئے ہماری پکار ہے کہ و متفق و متحد ہو کر' واقعہ معراج کے اس تاریخی اور ایمان معجزہ کی یاد میں' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام (بیت اللہ شریف) اور مسجد اقصیٰ کے ایمانی' روحانی اور مقدس رشتہ و تعلق کو تاقیامت ثابت فرم دیا۔ چنانچہ اس ایمانی سفر کی یاد میں بیت اللہ میں مجتمع ہونے والے لاکھوں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کی طرف مارچ کریں اور سفر معراج کی یاد میں مسجد اقصیٰ میں اکھٹے نماز ادا کریں۔ دنیا بھر کے فریضہ' حج ادا کرنے والے مسلمانوں سے ہمارا مطالبہ کہ وہ اس سال حج کے موقع پر مسجد اقصیٰ کو مت بھولیں اسے بے یار و مددگار مت چھوڑیں اور نہ ان (مجاہدین) کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

"وہ ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے"

چنانچہ مسجد اقصیٰ کی فضاؤں میں اللہ کی حمد و ثنا اور بڑائی بیان کرنے والے لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع' اس خطہ' زمین کے تقدس و پاکیزگی کی گواہی دے گا اور اس کی حق تلفی کی کسی بھی کوشش کے خلاف ان کے اتحاد و اتفاق کا عظیم مظاہرہ ہوگا۔ جس سے ان مجاہدین کو حوصلہ و قوت ملے گی جو اس وقت دنیا میں امریکہ کی مدد و حمایت کے سہارے سب سے بڑی فوجی طاقت کے سامنے سینہ سپر ہیں' بیت المقدس میں مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اس بات کا ثبوت ہوگا کہ اسلام دشمن طاقتوں کے پروپیگنڈہ کے برعکس مسلمان ابھی ایک زندہ اور طاقتور امت ہیں اور وہ بیت المقدس میں اپنے فلسطینی مجاہدین بھائیوں کے ساتھ عملی طور پر شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ چنانچہ حج و عمرہ کرنے والے لاکھوں مسلمانوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ ہر سال بیت اللہ سے بیت المقدس تک اجتماعی اور متحدہ سفر کے لئے تیاری کریں اور حق و انصاف کی سربلندی بیت المقدس کے دفاع اور قبلہ اول کی آزادی کی خاطر برسرپیکار ان مجاہدین کی تائید و حمایت ۔ں بیت المقدس کی سمت رخت سفر باندھیں۔

بقیہ صفحہ ۵۵ سے

بزرگان دیوبند اور ان کی خدمت ملی

حضرت شیخ الہند کے تعلقات ہندو انقلابیوں سے سفر حجاز سے پہلے سے تھے خود ڈاکٹر صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ دیوبند میں ہندو انقلابیوں کو ٹھہرانے کے لئے حضرت نے ایک الگ مکان لے رکھا تھا یہ کوئی عام مہمان خانہ نہ تھا بلکہ سیاسی ملاقاتوں اور صلاح و مشورے کے لئے ایک خفیہ جگہ تھی۔

بانی پاکستان محمد علی جناح تو ہندو مسلم اتحاد کے سفیر کہلاتے تھے اور آزادی کی جدوجہد میں دونوں قوموں کے اشتراک و اتحاد کی جدوجہد کے نظریے میں بہت پرجوش تھے اور اس دور میں جب کہ وہ ملکی سیاست میں ہندو مسلم اختلاف و منافرت کی علامت بن گئے تھے اور تقسیم ملک ہی کو ہندوستان کے سیاسی مسئلے کا واحد حل سمجھتے تھے' اتحاد کی ضرورت اور اہمیت کے منکر نہ تھے۔ مشترکہ جدوجہد کے نظریے میں دیوبندی مکتبہ فکر کی کوئی تخصیص نہ تھی البتہ یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے نظریے اور اس کے تقاضوں کا لحاظ کرنے میں سب سے زیادہ صادق و مخلص تھے جب انہوں نے سوچ سمجھ کر ایک نظریہ قائم کرلیا اور اسے اپنا سیاسی مسلک بنالیا تو منافقت کی آلودگی سے اسے بہ ہر طور بچائے رکھا۔